

حضرت زینب سلام اللہ علیہا

<?xml encoding="UTF-8">



حضرت زینب سلام اللہ علیہا (5 یا 6ھ - 62ھ) امام علی علیہ السلام و حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی بیٹی ہیں۔ حضرت زینب کے شوہر عبداللہ بن جعفر تھے۔ احادیث کے مطابق حضرت زینب کا نام پیغمبر اسلامؐ نے انتخاب کیا تھا۔ امیرالمؤمنین حضرت علیؑ کے دور خلافت میں آپ کوفہ میں خواتین کے لئے تفسیر قرآن کا درس دیتی تھیں۔

واقعہ کربلا میں آپ اپنے بھائی امام حسینؑ کے ساتھ موجود تھیں۔ عاشورا کے دن آخری وداع میں امام حسینؑ نے حضرت زینب سے نماز شب میں آپ کے لئے دعا کرنے کی سفارش کی۔ کربلا میں جنگ کے خاتمے کے بعد حضرت زینب کو دوسرے اسیروں کے ساتھ اسیری کی حالت میں کوفہ پہر وہاں سے شام بھیجی گئیں۔ کوفہ اور دربار شام میں حضرت زینب کا خطبہ مشہور ہے۔ آپ نے یزید کے دربار میں اپنے خطبوں کے ذریعے سامعین کو متاثر کیا جس کی بنا پر یزید امام حسینؑ کے قتل اور دیگر جرائم کی ذمہ داری کو ابن زیاد کی گردن پر ڈالنے نیز اس پر لعنت بھیجنے پر مجبور ہوا۔

آپ بہت زیادہ مصائب کا شکار ہوئیں اسی لیے آپ کو اُمّ المصائب کا لقب دیا گیا ہے۔ حضرت زینب کے محل دفن کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں شام میں حرم حضرت زینب اور مصر میں مقام السیدۃ زینب آپ سے منسوب ہیں۔

اجمالی تعارف

حضرت زینب امام علیؑ و حضرت فاطمہؑ کی صاحبزادی ہیں۔ [1] بعض منابع کے مطابق حضرت زینبؑ 5 جمادی الاول 5 [2] یا 6ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئیں۔ [3]

لفظ زینب لغت عرب میں نیک منظر اور خوشبودار درخت [4] یا باپ کی زینت کے معنی میں آتا ہے۔ [5] متعدد احادیث کے مطابق حضرت زینب کا نام پیغمبر اسلامؐ نے انتخاب کیا تھا۔ کہا گیا ہے کہ جبرئیل نے خدا کی طرف سے یہ نام پیغمبر اکرمؐ تک پہنچایا تھا۔ [6] کتاب الخصائص الزینبیۃ میں آیا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے حضرت زینب کا بوسہ لیا اور فرمایا: میری امت کے حاضرین غایبین کو میری پوتی زینب کی کرامت سے آگاہ کریں؛ بتحقیق میری پوتی اپنی نانی حضرت خدیجہ کی طرح ہیں۔ [7]

حضرت زینبؑ کے دسیوں القاب ہیں من جملہ بعض مشہور القاب یہ ہیں:

عقیلۃ بنی ہاشم، عالمة غَیْرُ مُعَلَّمَة، عارفہ، موثقہ، فاضلہ، کاملہ، عابدہ آل علی، معصومۃ صغری، امینۃ اللہ، نائبۃ الزہرا، نائبۃ الحسین، عقیلۃ النساء، شریکۃ الشهداء، بلیغہ، فصیحہ اور شریکۃ الحسین۔ [8]

آپ نے اپنی زندگی میں بہت زیادہ مصائب کا سامنا کیا۔ جیسے رسول اللہ کی وفات، اپنی والدہ فاطمہ و حضرت علی کی زندگی کی سختیاں، شہادت امام حسن مجتبیٰ، واقعہ کربلا اور کوفہ و شام کی اسیری۔ ان لامحدود مصائب کی بنا پر آپ کو ام المصائب کے لقب سے زیادہ یاد کیا جاتا ہے۔ [9]

حضرت زینب اتوار کی رات 15 رجب سنہ 63 ہجری کو اپنے شریک حیات عبداللہ بن جعفر کے ہمراہ سفر شام کے دوران وفات پائیں اور وہیں مدفون ہیں۔ بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ آپ مدینہ یا مصر میں مدفون ہیں۔ [10]

شریک حیات اور اولاد

حضرت زینب کی شادی سنہ 17 ہجری میں جعفر طیار کے بیٹے عبداللہ سے ہوئی اور اس شادی کے نتیجے میں خدا نے انہیں چار بیٹے: علی، عون، عباس، محمد اور ایک بیٹی بنام ام کلثوم عطا فرمائی۔ [11] عون اور محمد واقعہ کربلا میں شہید ہوئے۔ [12]

معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کیلئے ام کلثوم کا رشتہ مانگا لیکن امام حسینؑ نے انہیں اپنے چچا زاد بھائی قاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طالب کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک کیا۔ [13]

فضائل اور مناقب
علمی کمالات

کوفہ اور دربار یزید میں آیات قرآنی پر استوار حضرت زینب کا عالمانہ کلام و خطبات آپ کے علمی کمالات کا واضح ثبوت ہیں۔ آپ نے اپنے والد ماجد حضرت علیؑ اور والدہ ماجدہ حضرت زہراؑ سے احادیث بھی نقل کی ہیں۔ [14]

اس کے علاوہ کوفہ میں حضرت علیؑ کی خلافت کے دوران خواتین کے لئے آپ کا درس تفسیر بھی آپ کے علم و دانش کا ناقابل انکار ثبوت ہے۔ [15]

حضرت زینبؑ رسول اللہؐ اور علیؑ و زہراءؑ کی بیٹی ہونے کے ساتھ ساتھ صحابیۃ الرسولؐ بھی تھیں اور منقول ہے کہ آپ روایت حدیث کے رتبے پر فائز تھیں چنانچہ محمد بن عمرو، عطاء بن سائب، فاطمہ بنت الحسین اور دیگر نے آپ سے متعدد احادیث نقل کی ہیں۔ [16]

حضرت زینبؑ نے مختلف موضوعات پر مشتمل متعدد احادیث حضرات معصومینؑ سے نقل کی ہیں منجملہ:

شیعیان آل رسولؐ کی منزلت، محبت آل محمد، واقعۂ فدک، ہمسایہ، بعثت وغیرہ۔

سننے والوں کیلئے آپ کے خطبات اپنے والد ماجد امیر المؤمنین حضرت علیؑ کے خطبات کی یاد تازہ کرتے تھے۔ [17] کوفہ اور یزید کے دربار میں آپ کا خطبہ نیز عبید اللہ بن زیاد کے ساتھ آپ کی گفتگو اپنے والد گرامی کے خطبات نیز اپنی والدہ گرامی حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے خطبہ فدکیہ کے ساتھ مشابہت رکھتے تھے۔ [18]

کوفہ میں آپ کے خطبے کے دوران ایک بوڑھا شخص روتے ہوئے کہہ رہا تھا:

"میرے ماں باپ ان پر قربان ہو جائیں، ان کے عمر رسیدہ افراد تمام عمر رسیدہ افراد سے بہتر، ان کے بچے تمام بچوں سے افضل اور ان کی مستورات تمام مستورات سے افضل اور ان کی نسل تمام انسانوں سے افضل اور برتر ہیں۔ [19]

عبادت

حضرت زینب کبریٰؑ راتوں کو عبادت کرتی تھیں اور اپنی زندگی میں آپ نے کبھی بھی نماز تہجد کو ترک نہیں کیا۔ اس قدر عبادت پروردگار کا اہتمام کرتی تھیں کہ عابدہ آل علیؑ کہلائیں۔ [20] آپ کی شب بیداری اور نماز شب دس اور گیارہ محرم کی راتوں کو بھی ترک نہ ہوئی۔ فاطمہ بنت الحسینؑ کہتی ہیں:

شب عاشور پھوپھی زینبؑ مسلسل محراب عبادت میں کھڑی رہیں اور نماز و راز و نیاز میں مصروف تھیں اور آپ کے آنسو مسلسل جاری تھے۔ [21]

خدا کے ساتھ حضرت زینبؑ کا ارتباط و اتصال کچھ ایسا تھا کہ حسینؑ نے روز عاشورا آپ سے وداع کرتے ہوئے فرمایا:

"یا اختی لا تنسینی فی نافلۃ اللیل" ترجمہ: میری بہن! نماز شب میں مجھے مت بھولنا۔ [22]

صبر و استقامت

حضرت زینبؓ صبر و استقامت میں اپنی مثال آپ تھیں۔ آپ زندگی میں اتنے مصائب سے دوچار ہوئیں کہ تاریخ میں آپ کو ام المصائب کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ کربلا میں جب اپنے بھائی حسینؑ کے خون میں غلطاں لاش پر پہنچیں تو آسمان کی طرف رخ کر کے عرض کیا:

بار خدایا! تیری راہ میں ہماری اس چھوٹی قربانی کو قبول فرما۔ [23]

آپ نے بارہا امام سجادؑ کو موت کے منہ سے نکالا؛ منجملہ ان موارد میں سے ایک ابن زیاد کے دربار کا واقعہ ہے، جب امام سجادؑ نے عبید اللہ بن زیاد سے بحث کی تو اس نے آپؑ کے قتل کا حکم دیا۔ اس موقع پر حضرت زینبؓ نے بھتیجے کی گردن میں ہاتھ ڈال کر فرمایا: "جب تک میں زندہ ہوں انہیں قتل نہیں کرنے دوں گی۔ [24]

واقعہ کربلا

تفصیلی مضمون: شب عاشورا

شیخ مفید امام سجادؑ سے یوں روایت کرتے ہیں: شب تاسوعا میں اپنے والد کے پاس بیٹھا تھا اور پھوپھی زینب میری تیمارداری میں مصروف تھیں۔ اسی اثنا میں امام حسینؑ اس خیمے میں گئے جہاں ابوذر غفاری کے غلام جوین ان کے ساتھ تھے۔ آپ اپنی تلوار کو تیز کرتے ہوئے یہ شعر پڑھ رہے تھے:

یا دھر اف لک من خلیل کم لک بالاشراق والاصیل

اے دنیا! تیری دوستی پر افسوس! کتنی صبح و شام تو نے اپنے دوستوں اور حق طلب انسانوں کو قتل کیا ہے؟! اور ان کے بغیر زندگی گزاری ہے

من صاحب او طالب قتیل والدہر لا یقنع بالبدیل

ہاں روزگار بدیل ونظیر پر قناعت نہیں کرتا

پس امام حسین نے ان اشعار کی دو تین مرتبہ تکرار کی یہاں تک کہ میں نے آپ کے مقصود کو پا لیا، مجھ پر گریہ غالب ہوا لیکن میں آنسو پی گیا اور میں جان گیا مصیبت نازل ہونے والی ہے۔ میری پھوپھی رقت قلبی (جو عورتوں کی خصوصیت ہے) کی وجہ سے یہ سننے کی طاقت نہ لا سکی، جلدی سے اٹھیں اور میرے والد کے پاس پہنچیں تو مخاطب ہوئیں: واہ مصیبتا! کاش مجھے موت آ جاتی، آج میری ماں فاطمہ، باپ علی اور بھائی حسن فوت ہو گئے، اے گذشتگان کے جانشین! باقی رہ جانے والوں کی ڈھارس! یہ سننا تھا کہ امام حسین نے انکی طرف نگاہ کی اور فرمایا: اے بہن! شیطان تجھ پر غلبہ حاصل نہ کرے، آپ نے بھری ہوئی آنکھوں سے فرمایا: اگر پرندے کو اپنے حال پر چھوڑ دیں تو وہ سو جائے گا۔

پس حضرت زینبؓ نے کہا: مجھ پر وائے ہو! کیا یہ بزور شمشیر تمہاری جان لیں گے؟ ایسا ہے تو یہ مجھے اور زیادہ غمگین کر دیا اور یہ میرے لئے زیادہ ناقابل برداشت ہے یہ کہہ کر پھوپھی نے اپنا چہرہ پیٹ لیا اور گریبان پارہ پارہ کر لیا، آپ بیہوش ہو کر گر گئیں۔ پس حسینؑ اٹھے اور پانی کے چھینٹے آپ کے چہرے مارے اور فرمایا: اے بہن! خدا کا خوف کیجئے، صبر اور شکیبائی اختیار کیجئے! جان لیجئے کہ اہل زمین اس دنیا سے چلے گئے اور نہ ہی اہل آسمان باقی نہیں رہے گے، ہر چیز فانی ہے صرف وہ وجہ اللہ باقی رہے گا جس نے اپنی قدرت سے خلق کیا اور پھر انہیں اپنی طرف لوٹائے گا اور وہ یگانہ و یکتا ہے۔ میرے والد مجھ سے بہتر تھے اور میری والدہ مجھ سے بہتر تھیں اسی طرح میرے بھائی بھی مجھ سے بہتر تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ ہمارے اور سب

مسلمانوں کیلئے نمونہ عمل ہیں۔

امام نے ان الفاظ کے ساتھ انکی دلداری کی اور فرمایا: اے بہن! میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں تم میرے بعد اس قسم کو مت توڑنا، جب دیگران پر حزن و غم طاری ہو تو آپ میری خاطر اپنا گریبان چاک نہ کریں، چہرہ مت پیٹیں اور بے صبری کا مظاہرہ نہ کریں۔ یہ کہہ کر حضرت زینب کو میرے پاس بٹھا دیا اور اپنے اصحاب کے پاس چلے گئے۔ [25]

عصر عاشور جب سیدہ زینبؓ نے دیکھا کہ امام حسینؑ خاک کربلا پر گرے ہوئے ہیں اور دشمنان دین نے آپ کے مجروح جسم کو گھیرے میں لے کر آپ کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ خیمے سے باہر آئیں اور عمر ابن سعد سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"يَا بَنَ سَعْدٍ! أَيْقَتُلُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَأَنْتَ تَنْظُرُ إِلَيْهِ؟". (ترجمہ: اے سعد کے بیٹے! ابو عبد اللہ (امام حسنؑ) کو قتل کیا جا رہا ہے اور تو تماشا دیکھ رہا ہو؟!) [26]

ابن سعد خاموش رہا اور زینب کبریٰؓ نے بآواز بلند پکار کر کہا: "وَإِذَا أَخَاهُ وَاسَيِّدَاهُ وَأَهْلَ بَيْتَاهُ، لَيْتَ السَّمَاءُ انْطَبَقَتْ عَلَى الْأَرْضِ وَلَيْتَ الْجِبَالُ تَدْكُذَكْتَ عَلَى السَّهْلِ". (ترجمہ: آہ میرے بھائی! آہ میرے سید و سرور! آہ اے خاندان پیمبر! کاش آسمان زمین پر گرتا اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر صحراؤں پر گرجاتے) [27]

حضرت زینبؓ نے یہ جملے ادا کر کے تحریک کے دوسرے مرحلے کا آغاز کیا۔ آپ اپنے بھائی کی بالین پر پہنچیں اور آسمان کی طرف دیکھ کر بارگاہ رب متعال میں عرض گزار ہوئیں: "اے میرے اللہ! یہ قربانی ہم سے قبول فرما! [28]

بھائی کی شہادت کا رد عمل

حضرت زینبؓ بھائی امام حسینؑ کے بے جان جسم کے پاس کھڑے ہو کر مدینہ کی طرف رخ کیا اور دل گداز انداز میں نوحہ گری کرتے ہوئے کہا:

"وَإِذَا مُحَمَّدٌ بَنَاتُكَ سَبَايَا وَذَرِيَّتُكَ مَقْتَلَةٌ تَسْفِي عَلَيْهِمُ رِيحُ الصَّبَا، وَهَذَا الْحُسَيْنُ مَحْزُورُ الرَّأْسِ مِنَ الْقَفَا مَسْلُوبُ الْعِمَامَةِ وَالرِّدَا، بَابِي مِنْ أَضْحَى عَسْكَرِهِ فِي يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ نَهَبَا، بَابِي مِنْ فُسْطَاطِهِ مَقْطَعُ الْعَرِيِّ، بَابِي مِنْ لَا غَائِبِ فِيرْتَجِي وَ لَا جَرِيحِ فِيدَاوِي بَابِي مِنْ نَفْسِي لَهُ الْفِدَا، بَابِي الْمَهْمُومِ حَتَّى قَضِي، بَابِي الْعَطْشَانِ حَتَّى مَضِي، بَابِي مِنْ شَيْبَتِهِ تَقَطَّرُ بِالْدمَاءِ، بَابِي مِنْ جَدِهِ مُحَمَّدُ الْمُصْطَفِيِّ، بَابِي مِنْ جَدِهِ رَسُولِ الْهَ السَّمَاءِ، بَابِي مِنْ هُو سَبَطِ نَبِيِّ الْهَدْيِ، بَابِي مُحَمَّدُ الْمُصْطَفِيِّ، بَابِي خَدِيجَةُ الْكُبْرَى بَابِي عَلِيِّ الْمُرْتَضِيِّ، بَابِي فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءِ سَيِّدَةِ النِّسَاءِ، بَابِي مِنْ رَدَتْ لَهُ الشَّمْسُ حَتَّى صَلَّى".

ترجمہ: اے محمد یہ آپ کی بیٹیاں ہیں جو اسیر ہو کر جارہی ہیں۔ یہ آپ کے فرزند ہیں جو خون میں ڈوبے زمین پر گرے ہوئے ہیں، اور صبح کی ہوائیں ان کے جسموں پر خاک اڑا رہی ہیں! یہ حسین بے جس کا سر پشت سے قلم کیا گیا اور ان کی دستار اور ردا کو لوٹ لیا گیا؛ میرا باپ فدا ہو اس پر جس کی سپاہ کو سوموار کے دن غارت کی گئیں، میرا باپ فدا ہو اس پر جس کے خیموں کی رسیاں کاٹ دی گئیں! میرا باپ فدا ہو اس پر جو نہ سفر پر گیا بے جہاں سے پلٹ کر آنے کی امید ہو اور نہ ہی زخمی ہے جس کا علاج کیا جاسکے! میرا باپ فدا ہو اس پر جس پر میری جان فدا ہے؛ میرا باپ فدا ہو اس پر جس کو غم و اندوہ سے بھرے دل اور پیاس کی حالت میں قتل کیا گیا؛ میرا باپ فدا ہو اس پر جس کی داڑھی سے خون ٹپک رہا تھا! میرا باپ فدا ہو جس کا نانا رسول خداؐ ہے اور وہ پیامبر ہدایت، اور خدیجۃ الکبریٰؓ اور علی مرتضیٰؓ، فاطمۃ الزہراءؓ، سیدۃ النساء العالمین کا فرزند ہے، میرا باپ فدا ہو اس پر وہی جس کے لئے سورج لوٹ کے آیا حتیٰ کہ اس نے نماز ادا کی... [29] حضرت زینبؓ کے کلام اور آہ و فریاد نے دوست اور دشمن کو متاثر و مغموم کیا اور سب کو رلا دیا۔ [30]

دربار کوفہ

تفصیلی مضمون: کوفہ میں حضرت زینب کا خطبہ

عاشورا کے بعد اہل بیت کے اسیروں کو بازار میں لایا گیا۔ کوفہ میں زینب بنت علی نے ایک اثر دار خطبہ دیا جس نے لوگوں پر بہت زیادہ اپنا اثر چھوڑا۔

بُشر بن خُزیم اسدی حضرت زینبؓ کے خطبے کے بارے میں کہتا ہے:

اس دن میں زینب بنت علیؓ کو دیکھ رہا تھا؛ خدا کی قسم میں نے کسی کو خطابت میں ان کی طرح فصیح و بلیغ نہیں دیکھا؛ گویا امیرالمؤمنین علی بن ابیطالبؓ کی زبان سے بول رہی تھیں۔ آپ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر ایک غضبناک لہجے میں فرمایا: "خاموش ہو جاؤ!" تو نہ صرف لوگوں کا وہ ہجوم خاموش ہوا بلکہ اونٹوں کی گردن میں باندھی گھنٹیوں کی آواز آنا بھی بند ہو گئی۔ [31] حضرت زینب کا خطاب اختتام پذیر ہوا لیکن اس خطبے نے کوفہ میں ایک ہیجانی کیفیت پیدا کر دی تھی اور لوگوں کی نفسیاتی کیفیت بدل گئی تھی۔ راوی کہتا ہے: کہ علیؓ کی بیٹی کے خطبے نے کوفیوں کو حیرت زدہ کر دیا تھا اور لوگ حیرت سے انگشت بدندان تھے۔ خطبے کے بعد شہر میں [یزیدی] حکومت کے خلاف عوامی بغاوت کی علامات ظاہر ہونے لگیں چنانچہ اس حکومت کے خلاف احتمالی بغاوت کے سد باب کیلئے اسیروں کو حکومت کے مرکزی مقام دار الامارہ لے جانے حکم دیا گیا۔ [32]

حضرت زینبؓ دیگر اسیروں کے ہمراہ دارالامارہ میں داخل ہوئیں اور وہاں حاکم کوفہ عبید اللہ بن زیاد کے ساتھ آپ نے مناظرہ کیا۔ [33]

حضرت زینبؓ کی تقریر نے عوام پر گہرے اثرات مرتب کئے اور بنو امیہ کو رسوا کر دیا۔ اس کے بعد عبید اللہ بن زیاد نے اسیروں کو قید کرنے کا حکم دیا۔ کوفہ اور دارالامارہ میں حضرت زینبؓ کے خطبات، امام سجادؑ، ام کلثوم اور فاطمہ بنت الحسین کی گفتگو، عبداللہ بن عقیف ازدی اور زید بن ارقم کے اعتراضات نے کوفہ کے عوام میں جرأت پیدا کر دی یوں ظالم حکمران کے خلاف قیام کا راستہ ہموار ہوا؛ کیونکہ کوفہ والے حضرت زینبؓ کا خطبہ سننے کے بعد نادم و پشیمان ہو گئے اور خاندان عصمت و طہارت کے قتل کا بدنما داغ جو ان کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ بن گیا تھا کو مٹانے کیلئے راہ کسی راہ حل تلاش کرنے لگے یوں ایک نئے جوش و جذبے کے ساتھ آخر کار مختار کی قیادت میں خون حسین بن علی کے انتقام کیلئے قیام کیا۔

شام

واقعہ کربلا کے بعد یزید نے ابن زیاد کو اسرائی اہل بیت کو شہیدوں کے سروں کے ہمراہ شام بھیجنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اہل بیت اطہارؑ کا یہ کاروان شام روانہ ہوا۔ [34]

اسرائی اہل بیتؑ کے شام میں داخل ہوتے وقت یزید کی حکومت کی جڑیں مضبوط تھیں؛ شام کا دار الخلافہ دمشق جہاں لوگ علیؓ اور خاندان علی کا بغض اپنے سینوں میں بسائے ہوئے تھے؛ چنانچہ یہ کوئی حیرت کی بات نہ تھی کہ لوگوں نے اہل بیت رسولؑ کی آمد کے وقت نئے کپڑے پہنے شہر کی تزئین باجے بجاتے ہوئے لوگوں پر خوشی اور شادمانی کی کیفیت طاری تھی گویا پورے شام میں عید کا سماں تھا۔ [35]

لیکن اسیروں کے اس قافلے نے مختصر سے عرصے میں اس شہر کی کایہ ہی پلٹ کر رکھ دی۔ امام سجادؑ اور حضرت زینبؓ نے خطبوں کے ذریعے صراحت و وضاحت کے ساتھ بنی امیہ کے جرائم کو بے نقاب کیا جس کے نتیجے میں ایک طرف سے شامیوں کی اہل بیت دشمنی، محبت میں بدل گئی اور دوسری طرف سے یزید کو عوامی غیظ و غضب کا سامنا کرنا پڑا تب یزید کو معلوم ہوا کہ امام حسینؑ کی شہادت سے نہ صرف اس کی

حکومت کی بنیادیں مضبوط نہیں ہوئیں بلکہ اس کی بنیادیں کھوکھلی ہونے شروع ہو گئی تھی۔

دربار یزید

یزید نے ایک با شکوہ مجلس ترتیب دیا جس میں اشراف اور سیاسی و عسکری حکام شریک تھے۔ [36] اس مجلس میں یزید نے اسیروں کی موجودگی میں [وحی، قرآن، رسالت و نبوت کے انکار پر مبنی] کفریہ اشعار کہے اور اپنی فتح کے گن گائے اور قرآنی آیات کی اپنے حق میں تاویل کی۔ [37]

دربار یزید میں حضرت زینب کا خطبہ :

حضرت زینبؓ نے یزید سے مخاطب ہو کر فرمایا: "فکد کیدک واسع سعیک وناصب جھدک فواللہ لا یرحض عنک عار ما اتیت إلینا ابدًا والحمد الذی ختم بالسعادة والمغفرة لسادات شبان الجنان فأوجب لهم الجنة اسال الله ان یرفع لهم الدرجات وان یوجب لهم المزید من فضله فإنه ولی قدير". (ترجمہ: تو جو بھی مکر و حیلہ کرسکتا ہے کرلے، اور [خاندان رسولؐ] کے خلاف جو بھی سازشیں کرسکتا ہے کرلے لیکن یاد رکھنا تو ہمارے ساتھ اپنا روا رکھے ہوئے برتاؤ کا بدنما داغ کبھی بھی تیرے نام سے مٹ نہ سکے گا، اور تعریفیں تمام تر اس اللہ کے لئے ہیں جس نے جوانان جنت کے سرداروں کو انجام بخیر کردیا ہے اور جنت کو ان پر واجب کیا ہے؛ خداوند متعال سے التجا کرتی ہوں کہ ان کی قدر و منزلت کے ستونوں کو رفیع تر کردے اور اپنا فضل کثیر انہیں عطا فرمائے؛ کیونکہ وہی صاحب قدرت مددگار ہے) [38]

آپ نے مزید فرمایا بہت جلد جان لے گا وہ - جس نے تجھے اس مسند پر بٹھایا ہے اور مؤمنوں کی گردنوں پر مسلط کیا ہے - کہ کون گھائے میں ہے اور خوار و بے یار و مددگار کون ہے۔ اس دن قاضی اللہ، مدعی مصطفیٰ اور گواہ تیرے دست و پا ہونگے۔ اور ہاں اے دشمن خدا! اور دشمن خدا کے بیٹے! میں اسی وقت تجھے چھوٹا اور خوار و ذلیل سمجھتی ہوں اور تیری ملامتوں کے لئے کسی قدر و قیمت کی قائل نہیں ہوں۔ لیکن کیا کروں کہ آنکھیں گریاں اور سینے جلے ہوئے ہیں اور جو درد و رنج قتل حسینؑ کی وجہ سے ہمارے دلوں میں بسا ہوا ہے، لاعلاج ہے۔ شیطان کی جماعت [یعنی ابن زیاد اور اس کی فوج] ہمیں سفیہوں اور فاتر العقل افراد کی جماعت [یعنی یزید اور اس کے گماشتوں] کے پاس روانہ کرتی ہے تا کہ وہ [یزید و آل یزید] مال اللہ (بیت المال) میں سے اس کو خدا کے محارم کی توہین کا انعام و پاداش دے۔ ان جرائم پیشہ ہاتھوں سے ہمارا خون ٹپک رہا ہے اور یہ منہ ہمارے گوشت و خون سے الودہ خون آلود ہیں اور یہ ہمارا گوشت ہے جو ہمارے دشمنوں کے منہ سے نکل رہا ہے؛ اور دشت کے بھیڑیے [39] ہمارے شہیدوں کے پاک جسموں کے گرد گھوم رہے ہیں، اگر تم ہمیں بعنوان غنیمت پکڑتے ہو تو ہم اپنا تاوان ضرور وصول کریں گے اور اس دن تو کچھ نہ پائے گا سوا اپنے بھونڈے اعمال و کردار کے جو تو آگے بھیج چکا ہے۔ [40]

یزید نے اپنے ہاتھ میں موجود چھڑی کے ساتھ امام حسینؑ کے مبارک لبوں کی بے حرمتی کرنا شروع کیا [41] اور رسول اکرمؐ اور آپ کی آل کے ساتھ اپنی دشمنی کو علنی کرتے ہوئے کچھ اشعار پڑھنا شروع کیا جن کا مفہوم کچھ یوں ہے:

"اے کاش میرے آباء و اجداد جو بدر میں مارے گئے زندہ ہوتے اور دیکھتے کہ قبیلہ خزرج کس طرح ہماری تلواروں کی ستم کا نشانہ بنا ہے، تو وہ اس منظر کو دیکھ کر خوشی سے چیخ اٹھتے: اے یزید! تمہارے ہاتھ کبھی شل نہ ہو! ہم نے بنی ہاشم کے بزرگان کو قتل کیا اور اسے جنگ بدر کے کھاتے میں ڈال دیا اور اس فتح کو جنگ بدر کی شکست کے مقابلے میں قرار دیا۔ بنی ہاشم نے سیاسی کھیل کھیلا تھا ورنہ نہ آسمان سے کوئی چیز نازل ہوئی ہے

اور نہ کوئی وحی اتری ہے۔ [42] میں خُندَف [43] کے نسل میں سے نہیں ہو اگر احمد (حضرت محمد) کی اولاد سے انتقام نہ لوں۔

اتنے میں مجلس کے ایک کونے سے حضرت زینبؓ اٹھی اور بلند آواز میں خطبہ ارشاد فرمایا۔ یزید کے دربار میں جناب زینبؓ کے اس خطبے نے امام حسینؓ کی حقانیت اور یزید کے باطل ہونے کو سب پر واضح اور آشکار کیا۔ خطبے کے فوری اثرات

حضرت زینبؓ کے منطقی اور اصولی خطبے نے دربار یزید میں موجود حاضرین کو اس قدر متاثر کیا خود یزید کو بھی اسرائیل آل محمد کے ساتھ نرمی سے پیش آنے پر مجبور کیا اور اس کے بعد اہل بیتؓ کے ساتھ کسی قسم کی سخت رویے سے پرہیز کرنا پڑا۔ [44]

دربار میں حضرت زینبؓ کی شفاف اور دو ٹوک گفتگو سے یزید کے اوسان خطا ہونے لگے اور مجبور ہو کر اس نے امام حسینؓ کے قتل جیسے جرم کو ابن زیاد کی گردن پر ڈالتے ہوئے اسے لعن طعن کرنا شروع ہو گیا۔ [45] یزید نے اپنے کارندوں سے اسرائیل آل محمد کے بارے میں مشورہ کیا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ اس موقع پر اگرچہ بعض نے اسے مشورہ دیا کہ ان کو بھی قتل کیا جائے لیکن نعمان بن بشیر نے اہل بیتؓ کے ساتھ نرمی سے پیش آنے کا مشورہ دیا۔ [46] اسی تناظر میں یزید نے اسرائیل اہل بیت کو شام میں کچھ ایام عزاداری کرنے کی اجازت دے دی۔ بنی امیہ کی خواتین منجملہ ہند یزید کی بیوی شام کے خرابے میں اہل بیتؓ سے ملاقات کیلئے گئیں اور رسول کی بیٹیوں کے ہاتھ پاؤں چومتی اور ان کے ساتھ گریہ و زاری میں شریک ہوئیں۔ تین دن تک خرابہ شام میں حضرت زینبؓ نے اپنے بھائی پر ماتم کیا۔ [47]

آخر کار اسرائیل اہل بیتؓ کو عزت و احترام کے ساتھ مدینہ پہنچایا گیا۔ [48]

حضرت زینب کے خطبے کے چند اقتباسات : سیدہ زینبؓ نے حمد و ثنائے الہی اور رسول و آل رسول پر درود و سلام کے بعد فرمایا:

اما بعد! بالآخر ان لوگوں کا انجام برا ہے جنہوں نے اپنا دامن برائیوں سے داغدار کیا، اپنے رب کی آیتوں کو جھٹلایا اور ان کا مذاق اڑایا۔

اے یزید کیا تو سمجھتا ہے ہم پر زمین کے گوشے اور آسمان کے کنارے لیپٹ سمیٹ کر کے ہمارے لئے تنگ کر دیئے ہیں؛ اور آل رسولؐ کو زنجیر و رسن میں جکڑ کر دربدر پھرانے سے تو درگاہ رب میں سرفراز ہوا ہے اور ہم رسوا ہو چکے ہیں؟ کیا تو سمجھتا ہے کہ ہم پر ظلم کر کے تو نے خدا کے ہاں شان و منزلت پائی ہے؟ تو آج اپنی ظاہری فتح کے نشے میں بدمستیاں کر رہا ہے، اپنے فتح کی خوشی میں جش منا رہا ہے اور خود نمایی کر رہا ہے؛ اور امامت و رہبری کے مسئلے میں ہمارا حق مسلم غصب کر کے خوشیاں منا رہا ہے؛ تیری غلط سوچ کہیں تجھے مغرور نہ کرے، ہوش کے ناخن لے کیا تو اللہ کا یہ ارشاد بھول گیا ہے کہ: "بَارِغَاهُ مِیْنُ تَجْهَے شَانُ وَ مَقَامُ حَاصِلُ هُوَ گِیَا هَے؟ آج تو اپنی ظاہری فتح کی خوشی میں سرمست ہے، مسرت و شادمانی سے سرشار ہو کر اپنے غالب ہونے پر اترا رہا ہے اور زمامداری [خلافت] کے ہمارے مسلمہ حقوق کو غصب کر کے خوشی و سرور کا جشن منانے میں مشغول ہے۔ اپنی غلط سوچ پر مغرور نہ ہو اور ہوش کی سانس لے۔ کیا تو نے خدا کا یہ فرمان بھلا دیا ہے کہ "وَلَا یَحْسَبَنَّ الذِّیْنَ كَفَرُوا اَنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ خَیْرًا لَّاۤنْفُسِهِمْۚ اِنَّمَاۤ اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ لَیْزًا دَاۤوَاۤءًاۙ اِنَّمَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ"۔

ترجمہ: اور یہ کافر ایسا نہ سمجھیں کہ ہم جو ان کی رسی دراز رکھتے ہیں یہ ان کے لیے کوئی اچھی بات ہے ہم تو صرف اس لیے انکی رسی دراز رکھتے [اور انہیں ڈھیل دیتے] ہیں۔ [49]۔ [50]

اس کے بعد فرمایا: اے طلقاء (آزاد کردہ غلاموں) کے بیٹے کیا یہ انصاف ہے کہ تو نے اپنی مستورات اور لونڈیوں

کو پردے میں بٹھا رکھا ہے اور رسول زادیوں کو سر برہنہ در بدر پھرا رہا ہے۔ تو نے مخدرات عصمت کی چادریں لوٹ لیں اور ان کی بے حرمتی کی۔ تیرے حکم پر اشقیاء نے رسول زادیوں کو بے نقاب کر کے شہر شہر پھرائے۔ تیرے حکم پر دشمنان خدا اہل بیت رسولؐ کی پاکدامن مستورات کو ننگے سر لوگوں کے ہجوم میں لے آئے۔ اور لوگ رسول زادیوں کے کھلے سر دیکھ کر ان کا مذاق اڑا رہے ہیں اور دور و نزدیک کے رہنے والے لوگ سب ان کی طرف نظریں اٹھا اٹھا کر دیکھ رہے ہیں۔ ہر شریف و کمینے کی نگاہیں ان پاک بیبیوں کے ننگے سروں پر جمی ہیں۔ آج رسول زادیوں کے ساتھ ہمدردی کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ آج ان قیدی مستورات کے ساتھ ان کے مرد موجود نہیں ہیں جو ان کی سرپرستی کریں۔ آج آل محمد کا معین و مددگار کوئی نہیں ہے۔

اس شخص سے بھلائی کی کیا امید ہو سکتی ہے جس کی ماں (یزید کی دادی) نے پاکیزہ لوگوں حمزہ بن عبدالمطلبؐ کا جگر چبایا ہو۔ اور اس شخص سے انصاف کی کیا امید ہو سکتی ہے جس نے شہیدوں کا خون پی رکھا ہو۔ وہ شخص کس طرح ہم اہل بیت پر مظالم ڈھانے میں کمی کر سکتا ہے جو بغض و عداوت اور کینے سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ ہمیں دیکھتا ہے۔

اے یزید! کیا تجھے شرم نہیں آتی کہ تو اتنے بڑے جرم کا ارتکاب کرنے اور اتنے بڑے گناہ کو انجام دینے کے باوجود فخر و مباہات کرتا ہوا یہ کہہ رہا ہے کہ "آج اگر میرے اجداد موجود ہوتے تو ان کے دل باغ باغ ہو جاتے اور مجھے دعائیں دیتے ہوئے کہتے کہ اے یزید تیرے ہاتھ شل نہ ہوں! اے یزید! کیا تجھے حیا نہیں آتی کہ تو جوانانِ جنت کے سردار حسین ابن علیؑ کے دندان مبارک پر چھڑی مار کر ان کی شان میں بے ادبی کر رہا ہے!

اے یزید، تو کیوں خوش نہ ہوگا اور تو فخر و مباہات کے قصیدے نہ پڑھے گا جبکہ تو نے اپنے ظلم و ستم کے ذریعے فرزند رسول خدا اور عبدالمطلب کے خاندان کے ستاروں کا خون بہا کر ہمارے دلوں پر لگے زخموں کو گہرا کر دیا ہے اور دین کی جڑیں کاٹنے کے لئے گھناونے جرم کا مرتکب ہوا ہے! تو نے اولاد رسول کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ لئے ہیں۔

تو نے خاندان عبدالمطلب کے ان نوجوانوں کو تہ تیغ کیا ہے جن کی عظمت و کردار کے درخشندہ ستارے زمین کے گوشے گوشے کو منور کیے ہوئے ہیں۔

آج تو آل رسول کو قتل کر کے اپنے بد نہاد [برے] اسلاف کو پکار کر انہیں اپنی فتح کے گیت سنانے میں منہمک ہے۔ تو سمجھتا ہے کہ وہ تیری آواز سن رہے ہیں؟! (جلدی نہ کر) عنقریب تو بھی اپنے ان کافر بزرگوں سے جا ملے گا اور اس وقت اپنی گفتار و کردار پر پشیمان ہو کر یہ آرزو کرے گا کہ کاش میرے ہاتھ شل ہو جاتے اور میری زبان بولنے سے عاجز ہوتی اور میں نے جو کچھ کیا اور کہا اس سے باز رہتا۔

اس کے بعد آسمان کی طرف رخ کر کے بارگاہِ الہی میں عرض کیا! تب انہیں معلوم ہو گا کہ کون زیادہ برا ہے مکان کے اعتبار سے اور زیادہ کمزور ہے لاؤ لشکر کے لحاظ سے؟! اے ہمارے پروردگار، تو ہمارا حق اور ہمارے حق کا بدلہ ان سے لے؛ اے پروردگار! تو ہی ان ستمگروں سے ہمارا انتقام لے۔ اور اے خدا! تو ہی ان پر اپنا غضب نازل فرما جس نے ہمارے عزیزوں کو خون میں نہلایا اور ہمارے مددگاروں کو تہ تیغ کیا۔ اے یزید! (خدا کی قسم) تو نے جو ظلم کیا ہے یہ تو نے اپنے اوپر کیا ہے؛ تو نے کسی کی نہیں بلکہ اپنی ہی کھال چاک کر دی ہے؛ اور تو نے کسی کا نہیں بلکہ اپنا ہی گوشت کاٹ رکھا ہے۔ تو رسول خدا کے سامنے ایک مجرم کی صورت میں لایا جائے گا اور تجھ سے تیرے اس گھناونے جرم کی باز پرس ہو گی کہ تو نے اولاد رسول کا خون ناحق کیوں بہایا اور رسول زادیوں کو کیوں در بدر پھرایا۔ نیز رسول کے جگر پاروں کے ساتھ ظلم کیوں روا رکھا!؟

اے یزید ! یاد رکھ کہ خدا، آل رسول کا تجھ سے انتقام لے کر ان مظلوموں کا حق انہیں دلائے گا۔ اور انہیں امن و سکون کی نعمت سے مالا مال کر دے گا۔ خدا کا فرمان ہے کہ تم گمان نہ کرو کہ جو لوگ راہِ خدا میں مارے گئے وہ مر چکے ہیں۔ بلکہ وہ ہمیشہ کی زندگی پا گئے اور بارگاہِ الہی سے روزی پا رہے ہیں۔ "اور انہیں جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں، ہرگز مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے پروردگار کے یہاں رزق پاتے ہیں۔"

اے یزید! یاد رکھ کہ تو نے جو ظلم آل محمد پر ڈھائے ہیں اس پر رسول خدا، عدالتِ الہی میں تیرے خلاف شکایت کریں گے۔ اور جبرائیل امین آل رسول کی گواہی دیں گے۔ پھر خدا اپنے عدل و انصاف کے ذریعہ تجھے سخت عذاب میں مبتلا کر دے گا۔ اور یہی بات تیرے برے انجام کے لئے کافی ہے۔

عنقریب وہ لوگ بھی اپنے انجام کو پہنچ جائیں گے جنہوں نے تیرے لئے ظلم و استبداد کی بنیادیں مضبوط کیں اور تیری آمرانہ سلطنت کی بساط بچھا کر تجھے اہل اسلام پر مسلط کر دیا۔ ان لوگوں کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ "کیا برا بدل (انجام) ہے یہ ظالموں کے لیے" ستمگروں کا انجام برا ہوتا ہے اور کس کے ساتھی ناتوانی کا شکار ہیں۔

حرم حضرت زینب پر داعش کا حملہ

شام پر سنہ 2012ء سے 2015ء تک ہونے والے داعش کے دہشت گردانہ حملے کے دوران حرم حضرت زینب(س) پر بھی اس تکفیری گروہ نے حملہ کیا جس کے نتیجے میں حرم کے بعض حصوں من جملہ گنبد کو نقصان پہنچا اور اس حملے میں متعدد زائرین اور مجاورین کی شہادت بھی ہوئی۔[51]

حوالہ جات

ابن اثیر، أسد الغابۃ، ۱۴۰۹ق، ج ۶، ص ۱۳۲۔

کحّالہ، أعلام النساء، ۲۰۰۸، ج ۲، ص ۹۱۔

ابوالحسن العلوی، اخبار الزینبیات، ۱۴۱۰ق، ص ۲۳۔

ابن منظور، لسان العرب، ۱۴۱۲ق، ج ۱، ص ۲۵۳، ذیل واژه «زنب»۔

مرتضی زبیدی، تاج العروس، ۱۴۱۴ق، ج ۲، ص ۶۰۔

شریف القرشی، السیدہ زینب، ۱۴۲۲ق، ص ۳۹۔

جزائری، الخصائص الزینبیۃ، ۱۴۲۵ق، ص ۴۴۔

نور الدین جزائری، الخصائص الزینبیۃ، ص 52 و 53۔

امین، اعیان الشیعہ، ۱۴۰۶ق، ج ۷، ص ۱۳۷۔

قرزینی، محمد کاظم، زینب الکبریٰ من المہد الی اللحد، ص 434۔

ابن عساکر، اعلام النساء، ص 190؛ ریاحین الشریعہ، ج 3، ص 41۔

مفید، الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد، 1413ق، ج 2، ص 125۔

امین، اعیان الشیعۃ، ج 7، ص 137۔

ابن عساکر، اعلام النساء، ص 189۔

دلائل الامامہ طبری، ج 3۔ ذبیح اللہ محلّاتی، ص 57۔

نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج 16، ص 210؛ وسایل الشیعہ، ج 1، ص 13 و 14 و بحار الانوار، ج 6، ص 107۔

احمد بہشتی، زنان نامدار در قرآن و حدیث، ص 51۔

سید کاظم ارفع، حضرت زینبؑ سیرہ عملی اہل بیت، ص 88۔

سید ابن طاؤس، اللہوف، ص 179؛ مجلسی، بحار الانوار، ج 45، ص 110.
جعفر النقدي، ، ص 61.

محلاتی، ریاحین الشریعہ، ۱۳۲۹ش، ج ۳، ص ۶۲.

ذبیح اللہ محلاتی، ج 3 ص 62 / جعفر النقدي، ، ص

سید علی نقی فیض الاسلام، خاتون دوسرا، ص 185.

محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، ج 45، ص 117.

مفید، الارشاد، ۱۳۷۲ش، ج ۲، ص ۹۳-۹۴.

علی نظری منفرد، قصہ کربلا، ص 371.

سید بن طاووس، ص 159 و 161 / سید عبدالرزاق موسوی، مقتل مقرر، ترجمہ عزیز الہی کرمانی، ص 192.

علی نقی فیض الاسلام، ، ص 185.

ابو مخنف، وقعة الطف، ص 259؛ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، ج 45، ص 59.

ابو مخنف، وقعة الطف، ص 295 / محمد بن جریر طبری، تاریخ الامم و الملوك، قاهرہ، مطبعة الاستقامة،

1358، ج 5، ص 348-349؛ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، ج 45، ص 59.

احمد صادقی اردستانی، ، ص 227-228.

احمد صادقی اردستانی، ، ص 246.

ابو مخنف، وقعة الطف، ص 299 و 300؛ شیخ مفید، الارشاد، قم، المؤتمر للشيخ مفید، 1413، ص 353 / محمد

باقر مجلسی، بحار الانوار، ج 45، ص 117.

شہید سید عبدالکریم ہاشمی نژاد، ، ص 326.

محمد محمدی اشتہاردی، ، ص 327-328.

سید عبدالکریم ہاشمی نژاد، ، ص 330.

محمد محمدی اشتہاردی، ، ص 248.

ابن طیفور، بلاغات النساء - ص 23؛ أحمد زكي صفوت، جمهرة خطب العرب في عصور العربية الزاهرة، ج 2 ص

126-129، عمر رضا كحاله، اعلام النساء ج 2 ص 95-97

صحراؤں کے بھیڑیوں سے مراد یزیدی لشکر کے خونخوار گماشتے ہیں؛ اجوبة المسائل الدينية المجلد الثالث

عشر، رجب 1389 - الجزء 8. معنی عسلان الفلوات صص 262 تا

264.[www.noormags.com/view/fa/articlepage/546478].

محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، ج 45 ص 135. السيدة مريم نور الدين فضل الله، المرأة في ظل الاسلام ج 1

ص 305 259.

حسن الہی، زینب کبریٰ عقیلہ بنی ہاشم، ص 208

ابو مخنف، وقعة الطف، ص 306 و 307؛ سید ابن طاؤس، اللہوف، ص 213

"خندف" یزید کی دادی تھی وہ اور یزید کے درمیان 13 پشتوں کا فاصلہ تھا

مجلسی، بحار الانوار، ج 45، ص 135؛ سید ابن طاؤس، اللہوف، ص 221.

شیخ مفید، الارشاد، ص 358؛ حسن الہی، زینب کبریٰ عقیلہ بنی ہاشم، ص 244.

مجلسی، بحار الانوار، ج 45، ص 135؛ سید ابن طاؤس، اللہوف، ص 221

ابو مخنف، وقعة الطف، ص 311؛ شیخ عباس قمی، نفس المهموم، ص 265.

ابن عساکر، اعلام النساء، ص 191.

(سوره آل عمران (3) آیت 178؛ اردو ترجمہ سید علی نقی (نقن)

مجلسی، بحار الانوار، ص 133.

«حمله تروریستی به حرم حضرت زینب در سوریه»، سایت شبکه خبر؛ «حمله به حرم حضرت زینب (س)»، سایت تابناک.